بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم جمعہ

قیمت ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹ | ۴ جمادی الاول ۱۳۹۵ھ ۔ ۱۶ ہجرت ۱۳۵۴ ہش ۔ ۱۶ مئی ۱۹۷۵ء | نمبر ۱۰۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ ہجرت ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو کل خدا تعالیٰ کے فضل سے بخار نہیں ہوا۔ البتہ کمزوری ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ ہمارا شافی خدا اپنے فضل سے حضور کو کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور کامیابیوں اور برکتوں سے معمور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ ۱۶ ہجرت ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا:-

کمزوری ہے اور چکر آتے ہیں

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو کامل شفا عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

---

۲۷ مئی ــــ یومِ خلافت

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیّت کے ماتحت جماعتِ احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری فرمایا۔ خلافت ایک نعمتِ الٰہی ہے اس کی برکات کو جاننا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔

لہٰذا حسبِ سابق امسال بھی تمام احمدی جماعتیں نہایت اہتمام کے ساتھ یوم خلافت کے موقع پر جلسے منعقد کریں اور خلافت کی اہمیّت اور اس کی برکات کا اظہار تقاریر میں کریں۔

جلسوں کی رپورٹیں جلد سے جلد نظارت اصلاح و ارشاد میں بھجوائی جائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

ضرورت اساتذہ

جامعہ احمدیہ میں مندرجہ ذیل مضامین پڑھانے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے احباب اپنے کوائف مع تصدیق امیر صاحب جلد از جلد ارسال فرماویں:-

۱۔ اُردو ۲۔ انگریزی

اس کے علاوہ ایک سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل (ریٹائر ٹیچر کو ترجیح دی جائے گی)۔ ایک پی ٹی آئی (تجربہ کار کو ترجیح دی جائے گی) اور ایک لائبریرین جو ڈپلومہ ہولڈر ہو کی بھی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی سفارش کے ساتھ بھجوائیں۔

(وکیل التعلیم تحریکِ جدید)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انبیاء علیہم السلام ایسا دل اور حوصلہ رکھتے ہیں کہ وہ ہر طرح کے مصائب برداشت کر سکتے ہیں

ہر شخص کو جُدا جُدا طاقتیں عطا ہوئی ہیں انہی کے موافق وہ کام کر سکتا ہے

"ہر شخص اپنے قویٰ کے موافق کام کرتا ہے۔ کل یعمل علیٰ شاکلتہٖ۔ بعض لوگ دُنیاداری میں بڑے کامل ہوتے ہیں اور بعض سادہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکھا کہ لوگ کھجور کو پیوند کر رہے ہیں یہ پیوند نر کا مادہ کو ہوتا ہے آپؐ نے ان کو منع فرمایا انہوں نے نہ لگایا۔ اس سال کھجوریں نہ لگیں تو آپؐ نے فرمایا انتم اعلم بامور دُنیاکم یعنی تم اپنے دنیوی معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔

انبیاء علیہم السلام باوجود اس کے کہ بڑے قوی الحوصلہ اور صاحبِ ہمّت لوگ ہوتے ہیں لیکن اگر انہیں قلبہ رانی کے لئے کہا جاوے تو انہیں کب توفیق ہو سکتی ہے اِس لئے کہ وہ اس غرض کے لئے بنائے ہی نہیں گئے جس مقصد اور غرض کے لئے وہ آتے ہیں اور اس راہ میں جو تکالیف اور مصائب انہیں اُٹھانے پڑتے ہیں کوئی دوسرا شخص دُنیا کا خواہ وہ کیسا ہی بہادر اور تنومند کیوں نہ ہو وہ ان مُشکلات کو ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا مگر اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام کو کچھ ایسا دل اور حوصلہ عطا کرتا ہے کہ وہ بڑی جُرأت اور دلیری کے ساتھ ان کو برداشت کرتے ہیں۔

خود انسان کو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ بڑا عقلمند ہے اور عجیب عجیب ایجادیں کرتا ہے مگر بئے کا سا گھونسلہ نہیں بنا سکتا اِس لئے کہ اس قسم کے قویٰ اسے نہیں ملے۔ مکھی شہد بناتی ہے انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس قسم کا شہد بنا سکے۔ وہی بُوٹیاں موجود ہیں مگر انسان عاجز ہے۔ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے جُدا جُدا طاقت دی ہے اسی طرح ایک طبقہ وہ ہے جس کو رُوحانی قوتیں دی جاتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ۲۷۹)

پبلشر:- مسعود احمد ۔ پرنٹر:- سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت:- دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

خطبہ جمعہ

زندہ خُدا کی زندہ قدرتوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہم توحیدِ کامل پر قائم نہیں ہو سکتے

یہ زندہ قدرتیں جن صفاتِ باری کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں ان میں صفتِ رحیمیت اور رحمانیت خاص اہمیت رکھتی ہیں

اللہ تعالیٰ کے پیار اور اُس کے حُسن و احسان کے جلووں کو پہچانو اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ر احسان ۱۳۵۴ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر وہ خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے۔"

زندہ خدا کی زندہ طاقتوں کا مشاہدہ

اس پاک وجود کی صفات کے جلووں کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو صفاتِ باری انسان سے تعلق رکھتی ہیں ان کا کامل علم اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دیا ہے۔ ان صفات میں سے چار اُمّہات الصفات ہیں یعنی بنیادی صفاتِ باری ہیں، جن کا ذکر سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔ ربّ، رحمٰن، رحیم اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن۔ اِن صفات میں سے رحمٰن اور رحیم کے متعلق اس وقت میں مختصراً کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

صفتِ رحمٰن کے جلوے

ہمیں دو قسم کے (اصولی طور پر) نظر آتے ہیں۔ ایک وہ احکام و قوانین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری پیدائش سے بھی پہلے اس عالمین میں اس لئے جاری ہوئے کہ انسان کو اس کے نتیجہ میں فائدہ پہنچے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ہماری بقاء کے لئے ہماری پیدائش سے بھی پہلے اور ہمارے کسی عمل کے نتیجہ کے طور پر نہیں بلکہ محض

رحمانیت کی صفت کے اظہار کے لئے

ہوا کو پیدا کیا تاکہ ہم سانس لیں اور زندہ رہیں۔ ہماری غذائی احتیاجوں اور ہمارے جسمانی نظام کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سورج بنا دیا اور اس کا ایک خاص تعلق زمین سے قائم کیا۔ سورج اور زمین کا باہمی تعلق دن اور رات کو پیدا کرتا ہے اور ہمارے آرام اور ہمارے کام کے سامان اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر بارہ مہینے رات ہی رہتی تو انسان اِس قسم کی دنیوی ترقیات حاصل نہ کر سکتا جو وہ کر چکا ہے، کر رہا ہے اور کرتا چلا جائے گا۔ اس لئے بھی کہ

روشنی کے ذریعہ

بہت سے کام کئے جاتے ہیں۔ ہماری ترقی میں روشنی یا سورج کی کرنوں کا بڑا دخل ہے۔ مثلاً سائنس کی ترقی میں اس طرح کہ سورج کی کرنوں کے اثر کے نتیجہ میں ہماری زمین میں بہت سی خاصیتیں پیدا ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں زراعت کا علم ترقی کرتا ہے اور زراعتی علم نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی ترقی کرتا رہے گا۔ اور پھر اگر سردی زیادہ ہو جاتی ہمیشہ اندھیرا رہنے کے باعث تو انسان کے لئے کام کرنا بڑا مشکل ہو جاتا۔ اگر بارہ مہینے سورج ہی نکلا رہتا تو زمین جل کے کوئلہ ہو جاتی۔ اس معنی میں کہ اس کی بہت سی خصوصیات مر جاتیں اور انسان اس سے فائدہ نہ اُٹھاتا اور آرام کرنا بھی اس کے لئے مشکل ہو جاتا اور یہ زمین انسانی رہائش کے قابل نہ رہتی اور نہ آباد ہوتی۔ پس بے شمار ایسی چیزیں اور ایسی خاصیتیں اور ایسے ستارے جو ہم سے دُور ہیں اور ایسے سامان جو اس دُنیا میں ہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے تاکہ انسان جسمانی اور رُوحانی لحاظ سے ترقی کر سکے۔ کیونکہ دن کے بعد جو رات آتی ہے وہ قُربِ الٰہی مقامِ محمود کے حصول کے سامان بھی پیدا کرتی ہے۔ اگر دن ہی ہوتا بارہ مہینے کا تو انسان کے لئے روحانی طور پر مقامِ محمود تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔

بہرحال یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ہماری پیدائش سے پہلے نسلِ انسانی کی پیدائش سے بھی پہلے رحمٰن خدا نے اپنے کامل علم اور کامل رحمت سے

نتیجہ میں انسان کے لئے پیدا کی ہیں۔

ایک دوسری قسم کے رحمانیت کے جلوے ہیں

جو روز بروز لحظہ بہ لحظہ۔ گھڑی بہ گھڑی ہمیں نظر آتے ہیں۔ ان کی طرف میں بعد میں جاؤں گا۔ پہلے میں رحیمیت کو لیتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا کی صفتِ رحیمیت ہماری تدبیر میں برکت ڈالتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے لطیف پیرایہ میں ہمیں بتایا ہے کہ دعا بھی ایک تدبیر ہی ہے اور جب مادی تدبیر ہم انتہا کو پہنچا دیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مادی تدبیر کے لحاظ سے جو احکام جاری کئے جو قانون وضع کئے تھے وہ تدبیر تو ہم نے کمال کو پہنچا دی۔ لیکن یہ ایک مومن کا دل کہتا ہے کہ اب بھی مجھے میرے رب رحیم کی ضرورت ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ اے میرے رحیم خدا میری تدبیر کے بہتر نتائج نکال۔ پس ایک مومن کے لئے کوئی تدبیر مکمل نہیں ہوتی۔ جب تک دعا اس کا جزو لازم نہیں ہوتا پس رحیمیت کے ساتھ

عاجزانہ پرسوز دعاؤں کا بڑا گہرا تعلق ہے

اگر یہ نہ ہو تو انسان مشرک بن جائے اگر وہ یہ سمجھے کہ مادی تدبیر کافی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ مشرک بن گیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تو بتایا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں دنیا میں کہ اگرچہ وہ ہم پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہماری معرفت رکھتے ہیں لیکن دنیا کمانے کے لئے جو دنیوی تدابیر وہ اختیار کرتے ہیں۔ ان میں ہم انہیں کامیاب کر دیتے ہیں اور اس ورلی زندگی کا آرام و آسائش انہیں حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ سعی اور کوشش میں بھی دعا مخفی ہوتی ہے لیکن خدا کا ایک مومن بندہ صرف اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ اس نے تدبیر کی اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت نے اس کی تدبیر کو صرف اس دنیا میں کامیاب کر دیا اور اُخروی دنیا میں اسکے لئے اس کے نتیجہ میں کوئی ثواب مقدر نہیں کیا۔ کیونکہ ایک مومن جانتا ہے کہ چونکہ اُخروی زندگی یقینی ہے اسلئے ایک تسلسل زندگی ہے موت تو ایک پردہ ہے گرا رہتا ہے۔ پھر اُٹھ جاتا ہے۔ پھر انسان دوسری دنیا میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب تک اسے یہ یقین نہ ہو کہ میری زندگی کا تسلسل خدا کی رحمت کے سایہ میں رہے گا۔ اسے حقیقی آرام نہیں حاصل ہو سکتا۔

پس

دعا تدبیر کا ایک لازمی حصہ ہے

بلکہ یہ بھی ایک تدبیر ہی ہے۔ ایک تدبیر ہم مادی ذرائع سے کرتے ہیں اور ایک تدبیر ہم دعا کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی مادی ہوئی اشیاء میں اسکے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہم کوئی تدبیر کرتے ہیں تو اس کا فضل مومن کے شامل حال اس رنگ میں ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی وہ کامیاب ہوتا ہے اور اُخروی زندگی میں بھی۔ لیکن جو لوگ ایسے ہیں کہ جن کی ساری کوششیں اسی دنیا میں گم ہو گئیں اور ان کی ساری زندگیاں اسی دنیا کے لئے ہو گئیں جنہوں نے اپنے پیدا کرنے والے رب کو بھلا دیا اور اس سے نہ کسی خیر کی امید چاہی اور نہ کوئی خیر انہیں ملی۔ اسی دنیا کی تدبیر کے نتیجہ میں صرف اسی دنیا کی کامیابیاں انہیں رحیمیت کے طفیل حاصل ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کے اس قسم کے جلوے روز ہمیں نظر آتے ہیں۔ پس

بعض خدائے رحیم سے محض دُنیا کے فوائد حاصل کرتے ہیں (اسکے وعدہ کے مطابق) بعض وہ بھی ہیں جو اپنے خدائے رحیم سے اس دُنیا کے فائدے بھی حاصل کرتے ہیں اور اُخروی زندگی کے فائدے بھی حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ اس یقین کامل پر قائم ہوتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے لینا ہے اپنے رب سے لینا ہے۔

خدا تعالیٰ کی

رحمانیت کے جلوے ایک دوسرے رنگ میں

بھی ہمیں نظر آتے ہیں وہ اس طرح پر کہ بعض دفعہ ہر تدبیر ناکام ہو جاتی ہے بعض دفعہ کوئی تدبیر سوجھتی ہی نہیں۔ مثلاً ایک مریض ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں ہم صحیح تشخیص پر پہنچے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ اس مریض کو کینسر کی بیماری ہے اور جتنی دوائیں اس وقت تک انسان کو اس مرض کے علاج کے لئے معلوم ہیں، وہ استعمال کرتے ہیں، ایلوپیتھک بھی، طب یونانی ہومیوپیتھک بھی اور ہمدردی نسخے بھی لیکن ہر قسم کی دوا دینے کے بعد بھی مرض کو افاقہ نہیں ہوتا۔

ایک ایسا مریض ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے۔ دنیا کے چوٹی کے ڈاکٹر معائنہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھ سکتے کہ اسکو مرض کیا ہے۔ مرض کی تشخیص ہی نہیں ہو سکتی۔ ابھی پچھلے دنوں ہمارے ایک احمدی دوست چوہدری عبدالرحمان صاحب جو انگلستان میں ہیں اُن کو بخار آنے لگا (پہلے بھی اسی قسم کی بیماری میں وہ مبتلا ہوتے تھے۔ پھر آرام آگیا۔ اور اب پھر ان کو اسی بیماری کا حملہ ہوا) ہسپتال میں رہے۔ بڑا ترقی یافتہ ملک ہے۔ بڑے ماہر ڈاکٹر ہیں۔

بڑے تجربہ کار معالج ہیں

ڈیڑھ ڈیڑھ مہینہ مہینہ ہسپتال میں رکھا۔ پتہ نہیں لگتا کہ بیماری کیا ہے اگر بیماری کا پتہ ہی نہ لگے تو علاج کیسے ہو۔ کیا دوا دینی چاہیئے اس کا بھی پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور اگر دوا کا پتہ نہ لگے تو مادی تدبیر نہیں کی جا سکتی اور رحیمیت کے جلوے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رحیمیت کا جلوہ تو وہاں نظر آتا ہے۔ جہاں تدبیر اپنے کمال کو پہنچے۔

پس

بعض دفعہ تدبیر ناکام ہو جاتی ہے

ہر قسم کی تدبیر کی جاتی ہے اور اس کا نتیجہ کوئی نہیں نکلتا۔ کئی دوست خط لکھتے ہیں۔ کہ تجارت کرتے ہیں ہر قسم کے جتن کر دیکھے ہیں فائدہ نہیں ہوتا۔ جس چیز میں ہاتھ ڈالتے ہیں نقصان ہوتا ہے۔ ہر قسم کی تدبیر کی۔ احمدی تو تدبیر کا ایک لازمی حصہ چونکہ دعا کو بھی سمجھتا ہے اس نے وہ دعا جو تدبیر کا حصہ ہے اور مادی تدبیر کی کامیابی کے لئے کی جاتی ہے اور خدا کی صفت رحیمیت کو جوش میں لاتی ہے وہ بھی کی گئی اور ناکام ہو گئی۔ پس انتہائی تدبیر کی کیونکہ مادی تدبیر بھی کی اور اس کے بہتر نتائج کے لئے دعا کی صورت میں روحانی تدبیر بھی کی۔ لیکن نتیجہ سوائے ناکامی کے کچھ نہ نکلا۔ ایسے دوست بہت پریشان ہوتے ہیں اور پریشانی کا باعث یہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کی صفت کیوں ہمارے حق میں جوش میں نہیں آتی پس بعض دوست پریشانیاں اٹھاتے ہیں ناکامیوں کا منہ دیکھتے ہیں اور میں بھی ان کے لئے پریشان ہوتا ہوں

پس اگر تدبیر ناکام ہو جائے یا اگر تدبیر سوجھے ہی نہ پھر دو صورتیں ہیں

ہمیں خدائے رحمٰن کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیئے

جس وقت مریض لاعلاج قرار دیدیا جاتا ہے اور مادی تدبیر کو کامیاب اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے کی گئی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر مبرم ہے۔ اُس وقت اگر رحمان کی صفتِ رحمانیت کے آگے عاجزی اختیار کی جائے اور اپنے رحمان خدا سے یہ کہا جائے کہ اے ہمارے رب! تو رحیم بھی ہے، تو رحمٰن بھی ہے، ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم تیری صفتِ رحیمیت کا دروازہ کھولنے میں ناکام ہوئے ہیں اب ہم تیری رحمٰن ہونے کی صفت کے حضور جھکتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ نہ ہمارا کوئی عمل نہ کوئی تدبیر جس طرح تُو نے سورج اور چاند کو اور بے شمار ستاروں کو ہماری فلاح اور بہبود کے لئے پیدا کیا ہے اب بھی اپنی رحمانیت کی صفت کا ایک جلوہ دکھا اور یہ کام کر دے۔

تو جب رشتے دار مایوس ہو جاتے ہیں اور طبیب مریض کو لاعلاج قرار دیتا ہے اور وہ دعائیں جو تدبیر کا ہی حصہ ہیں "تدبیر بھی ہیں" وہ بھی قبولیت حاصل نہیں کرتیں اُس وقت اگر ہم رحمان خدا کا دروازہ کھٹکھٹائیں تو بسا اوقات وہ ہمارے لئے کھولا جاتا ہے۔ ہمارے رب نے جس طرح بے شمار چیزیں ہمارے اعمال سے بھی پہلے ہمارے لئے پیدا کر دی تھیں اور ان کو ہماری خدمت میں لگا دیا تھا۔ خدائے رحمان اپنی تمام قدرتوں اور طاقتوں کے ساتھ آج بھی اسی طرح زندہ ہے جس طرح آج سے پہلے تھا۔

غرض جب رحیمیت کا دروازہ نہ کھلے تو

ہمیں رحمانیت کے دروازے پر جا کے کھڑے ہو جانا چاہیئے

اور یہ عرض کرنا چاہیئے کہ تدبیریں تُو نے پیدا کیں، ان کے استعمال کا ہمیں حکم دیا، تدبیروں کو کمال تک پہنچانے کے لئے تدبیر کا ہی ایک حصہ تھا کہ تدبیر کی کامیابی کے لئے دعا کا ہم کو حکم دیا، ہم نے اپنے جتن کئے، ہم کامیاب نہیں ہوئے اس لئے تُو ہمارے لئے اپنی صفتِ رحمانیت کو جوش میں لا اور ہماری ضرورت کو پورا کر جس طرح بے شمار ضرورتیں تُو نے ہمارے بغیر کسی عمل اور استحقاق کے اس سے پہلے پوری کر دیں۔

یہ رحمٰن کا جلوہ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب لنڈن نے دیکھا۔ ڈاکٹروں نے کہا تشخیص نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کو شفا دے دی۔ بڑا کام کرنے والے ہیں وہ۔ بڑا وقت دیتے ہیں جماعتی کاموں کے لئے۔ چار پانچ روز ہوئے اُن کا خط آیا ہے کہ میں اب ہسپتال سے گھر آ گیا ہوں۔ بڑا خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر توفیق دی ہے جماعتی کاموں کے کرنے کی تو ہم نے ان کی وساطت سے اور انہوں نے اپنی ذات میں خدائے رحمٰن کی رحمانیت کا جلوہ دیکھا۔

پس جو دوست مثلاً اپنی تجارت میں ناکام رہتے ہیں اور بعض تو میرے علم میں ایسے بھی ہیں کہ ساری عمر انہوں نے ناکامیوں کا مُنہ دیکھا ہے اُن کو

اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے

کہ وہ اللہ کی صفتِ رحمانیت کا دَر کھٹکھٹائیں اور اس سے مدد حاصل کریں کیونکہ اگر یہ سچ ہے، اور یقیناً یہ سچ ہے، کہ جو نعمتیں اور جو مفید چیزیں اللہ تعالےٰ نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہمارے لئے اور ہماری خدمت کے لئے پیدا کیں ان کا شمار انسان سے نہیں ہو سکتا، تو جس رحمان نے اتنی نعمتیں ہماری کسی خدمت یا ہمارے کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں بلکہ صرف رحمت کے نتیجہ میں پیدا کیں اس کے متعلق ہم یہ بدظنی نہیں کر سکتے کہ ہماری زندگی میں اگر کسی وقت ضرورت پڑے تو وہ خدائے رحمٰن ہماری مدد کو نہیں آئے گا۔ ہماری پیدائش سے پہلے بھی اس نے ہماری مدد کی، ہمارے فائدہ کی سوچتا رہا ہے تو ہماری پیدائش کے بعد وہ کیسے ہمیں دھتکار دے گا۔ اگر ہم واقع میں اپنے دل میں اس کی معرفت رکھتے اور اس کی صفتِ رحمانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں تو یقیناً رحمان خدا کی صفت کا دروازہ ہمارے لئے کھولا جائے گا اور اللہ کی اس قسم کی رحمتوں کے سامان ہمارے لئے پیدا کئے جائیں گے۔

پس اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت صرف پہلے زمانوں سے ہی تعلق نہیں رکھتی بلکہ

ہماری زندگی میں بھی اس کے جلوے نظر آتے ہیں

مَیں نے بعض مثالیں دی ہیں لیکن ہر انسان کی زندگی میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اپنی طرف سے ہر تدبیر کر چکا اور ناکام رہا۔ اس کو اس وقت خدائے رحمٰن کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور جو متوجہ ہوتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ کھولا جاتا ہے اور صفت رحمانیت کے وہ جلوے دیکھتے ہیں۔

پس زندہ خدا کی زندہ قدرتوں کے بغیر ہم توحیدِ کامل پر قائم نہیں ہو سکتے اور زندہ خدا کی زندہ قدرتیں جن صفات سے ظاہر ہوتی ہیں ان میں سے دو صفات رحیمیت اور رحمانیت کی صفات ہیں۔

رحیمیت کی صفت ہم پر یہ ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس کام کے لئے جو سامان پیدا کئے ہیں ان سامانوں کو بہترین رنگ میں ہم استعمال کریں اور ساتھ ہی روحانی تدبیر سے بھی کام لیں اور اس طرح اپنی تدبیر کو کمال تک پہنچائیں۔ کیونکہ اگر تدبیر اپنے کمال کو نہ پہنچے تو بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے۔

پس

تدبیر کو انتہا تک پہنچانا ضروری ہے

عقلاً بھی اور اللہ تعالےٰ کے حکم کی روشنی میں بھی جب انسان اس دُنیا میں تدبیر کو اپنے کمال تک پہنچاتا ہے تو اس کے نتیجہ میں صفتِ رحیمیت کا وہ جلوہ دیکھتا ہے اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ دنیا دار انسان جو خدا پر یقین نہیں رکھتا وہ رحیمیت کا جلوہ تو دیکھتا ہے مگر وہ بدقسمت اسے پہچانتا نہیں۔ وہ سمجھتا ہے کہ مَیں اپنے زور سے کامیاب ہوا۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس کی طرح ہی تدبیر کو اپنی انتہا تک پہنچایا مگر وہ کامیاب نہیں ہوئے مثلاً سائنس دان ہیں ایک ایک مسئلہ کے حل کے لئے بعض دفعہ دو دو سو سائنسدان تحقیق میں لگے ہوتے ہیں اور صرف ایک یا دو اس مسئلہ کو حل کر پاتے ہیں اور باقی ناکام رہ جاتے ہیں حالانکہ تدبیر بظاہر ایک جیسی تھی۔ اب جو دو کامیاب ہوئے یا ایک کامیاب ہوا تو وہ سمجھتا ہے کہ مَیں اپنی تدبیر سے کامیاب ہوا۔ اور وہ یہ نہیں دیکھتا کہ ایک سو ننانوے دوسرے سائنسدان جو ہیں وہ اسی قسم کی تدبیر کرنے کے باوجود ناکام کیسے ہو گئے؟

پس اللہ تعالیٰ بعض پر رحیمیت کا جلوہ ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ جلوہ تو وہ دیکھتے ہیں لیکن صرف دُنیا کی آنکھ رکھتے ہیں۔ رُوحانی بینائی سے محروم ہیں۔ اس لئے ان جلووں کے باوجود وہ

خدائے رحیم کی معرفت

سے محروم رہ جاتے ہیں۔

رحیمیت کے جلوے جماعتِ مومنین بھی ہر روز ہی دیکھتی ہے۔ کیونکہ بعض کام ایسے ہیں کہ ان کے لئے بیس منٹ کی تدبیر کرنی پڑتی ہے اور بعض کام ایسے ہیں جن کے لئے گھنٹہ کی تدبیر کرنی پڑتی ہے اور بعض کام ایسے ہیں جن کے لئے دو گھنٹے کی تدبیر کرنی پڑتی ہے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت اللہ تعالےٰ نے مقرر کیا ہوا ہے اور بہت سی تدبیریں دن کے ایک حصہ میں ہی کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔ مثلاً عورت نے گھر میں کھانا پکانا ہوتا ہے۔ کوئی ایک گھنٹہ میں کھانا تیار کر لیتی ہے کوئی دو گھنٹہ میں۔ اگر کوئی عورت یہ سمجھے کہ میں نے تدبیر کر لی اور کھانا پک گیا۔ اب مجھے اپنے رب کی رحمت کی ضرورت نہیں تو ایسی عورت کو سبق دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کبھی اس طرح بھی کرتا ہے کہ جس وقت بڑے شوق اور محنت سے وہ سالن تیار کر چکی ہوتی ہے اور خوش ہوتی ہے کہ میرے بچوں کو، میرے خاوند کو اچھی غذا مل جائے گی تو ایک بچہ دوڑتا آتا ہے اور اس کی ٹھوکر سے ساری ہنڈیا چولہے کے اندر گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ تیری تدبیر کافی نہیں۔ میرا فضل جب تک ساتھ نہ ہو انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کافر اور منکر کہتا ہے یہ حادثہ ہے۔ مومن کہتا ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مجھ سے گناہ سرزد ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میری تدبیر کے ساتھ شامل نہ ہوئی۔ اس طرح

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سبق دیتا ہے

کہ جب تک میری رحیمیت کا جلوہ تمہاری تدبیر کے ساتھ نہیں ہوگا تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح ہمیں اپنی زندگیوں میں، اپنے ماحول میں بھی یہ نظر آتا ہے کہ کبھی تو تدبیر ہی نہیں سوجھتی کہ کیا کریں کیا نہ کریں۔ کبھی ساری تدبیریں کر لینے کے بعد بھی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا اس وقت اپنے بندے کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ میرا فضل اگر تم نے حاصل کرنا ہے تو میری صفتِ رحمانیت کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہو۔ دوسری صفات کا جلوہ میں تمہارے لئے نہیں دکھاؤں گا۔ ایسے بندے کو رحمان کی طرف جھکنا چاہیئے اور اس وقت جو دعا ہوگی در اصل تدبیر کا حصہ نہیں ہوگی کیونکہ یہ دعا مادی تدبیر کی کامیابی کے لئے نہیں بلکہ یہ دعا تو ایک عاجز بندے کے عجز کا اظہار ہے۔ بندہ اس خدائے رحمان کے دروازے کے پاس جا کے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے رحمان خدا! میں نے دعائیں بھی کر لیں، میں نے تدبیر بھی کر لی مگر ناکامی ہے کہ مجھے چھوڑتی نہیں۔ اب میں تیرے پاس آیا ہوں جس طرح تُو نے پہلے رحمانیت کے جلوے مجھے دکھائے اب بھی دکھا۔!

تو یہ وہ دُعا نہیں جو تدبیر کا حصہ بنتی ہے بلکہ محض عاجزی کا، بے بسی کا اظہار ہے کہ تدبیر بے نتیجہ ثابت ہوئی۔ تدبیر کے نتیجہ خیز ہونے کی دُعا بھی رد ہو گئی۔ بلا استحقاق دے اے میرے رحمٰن خدا۔ اور بہت ہیں جو اس طرح خدائے رحمٰن کی رحمانیت کے جلوے دیکھتے ہیں۔ ہم ہر روز اپنی زندگیوں میں، اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنی جماعت میں اپنی دنیا میں جس میں ہم اپنی زندگی گزار رہے ہیں رحیمیت اور رحمانیت کے جلوے دیکھتے ہیں۔ اور

زندہ خدا کی زندہ تجلّیات کا مشاہدہ

کرتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے جلووں کے مشاہدہ کی توفیق اور معرفت عطا کرے وہی لوگ ہیں جو توحیدِ خالص پر قائم ہیں اور حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کے مطیع اور فرمانبردار اور جاں نثار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی

حقیقی توحید پر قائم کرے

اور محبّت اور پیار، حُسن اور احسان کے جو جلوے ہمارے سامنے وہ ظاہر کرتا ہے ہم میں سے ہر ایک کو خود ہی توفیق عطا کرے کہ ہم انہیں پہچانیں اور ان سے فائدہ حاصل کریں۔

(الفضل ۹؍جولائی ۱۹۶۸ء)

پاک ہونے کا ایک طریق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبّر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی نہ مالی۔ جب خدا تعالےٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دُور کرتی ہے اور اُس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نُور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت، سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دُور کر دے۔

پس سچّی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشی محض سمجھے اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس **نُورِ معرفت** کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوّت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اُس پر تکبّر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالےٰ سے اُتریں گے جو اُس کو روشنی اور قوّت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔"

(الحکم ۱۷؍جنوری ۱۹۰۵ء)

خطبہ نکاح

میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے بطور لباس کے ہیں

ربوہ مورخہ ۱۵ امان ۱۳۵۴ہش (۱۵ مارچ ۱۹۷۵ء) بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

۱۔ محترمہ سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت محترم سید محمد سلیمان شاہ صاحب ربوہ کا نکاح چار ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم انعام الحق صاحب کوثر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے۔

۲۔ محترمہ بشریٰ پروین صاحبہ بنت محترم عبدالغفار خان صاحب ربوہ کا نکاح دس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مرزا عبدالوحید صاحب ابن مکرم مرزا عبدالحمید صاحب مرحوم ربوہ سے۔

اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبۂ نکاح ارشاد فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے (عزیز الرحمٰن خالد رکن شعبہ زود نویسی)

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:۔

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ قرآن عظیم کی تعلیم میں میاں بیوی کے تعلقات کو ایک دوسرے کے لئے لباس کی مثال دے کر بیان کیا گیا ہے۔ لباس کے تین فائدے علاوہ دوسرے فائدوں کے یہ بھی ہیں کہ یہ سردی گرمی سے بچاتا ہے۔ دوسرے ننگ کو ڈھانپتا ہے اور تیسرے زینت کا باعث بنتا ہے۔

بازار سے آپ جو بھی کپڑا خریدتے ہیں وہ آپ کو اپنے ناپ کا کٹوا کر اور سلوا کر پہننا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہر دو میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کا مزاج سمجھنے اور جہاں تک ہو سکے آپس میں سموتے جانے کی کوشش کے نتیجہ میں وہ برکات حاصل ہوتی ہیں جن کی طرف لباس اشارہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدی خاندانوں کے تعلقات کو اُن برکات کا وارث بنائے جن کا ذکر قرآن عظیم میں آیا ہے دوست ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں اس اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب سعید اختتام پذیر ہوئی۔ دعا کے بعد چونکہ مجلس ارشاد کے ماتحت مسجد مبارک میں علمی تقاریر کا پروگرام تھا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

"مجھے چونکہ سلسلہ کا ایک ضروری کام ہے اس واسطے میں تو جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلسہ کی برکات سے حصہ لینے عطا کرے"۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے

جزائر فیجی میں

جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ انچارج جزائر فیجی

یہ خوشی کی بات ہے کہ حکومت فیجی نے گزشتہ سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو عام تعطیل قرار دیدیا ہے۔ اس سال یہ تقریب ۲۴ مارچ ۱۹۷۵ء بروز دوشنبہ منائی گئی۔ اس موقعہ پر فیجی کے گورنر جنرل راتو سر جارج داکمباؤ نے جو نسلاً فیجین ہیں اور مذہباً عیسائی ہیں ٹوکا مسلم ہائی سکول میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"فیجی گورنمنٹ نے مولود النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عام تعطیل کا دن قرار دیا ہے۔ کیونکہ ایک بین الاقوامی معاشرے اور ایک مختلف مذاہب پر مشتمل ملک میں رہتے ہوئے خوش حال زندگی گذارنے کے لئے ضروری ہے کہ باہم خیرسگالی اور رواداری پائی جائے اور ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کیا جائے آج دنیا میں زیادہ تر جھگڑے اس لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ ہم تنگ نظری اور تعصب کا شکار ہیں اور ایک دوسرے کے نظریات کا احترام نہیں کرتے۔

فیجی میں اگرچہ مسلمان دوسرے مذاہب کے لوگوں کے مقابلہ میں ایک اقلیت ہیں مگر حکومت نے اور یہاں کے باشندوں نے یوم النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منانے کا فیصلہ اسی اہم مقصد کے پیش نظر کیا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی فیجی کے معاشرہ میں خاص مقام دیا جانا چاہیئے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا میں صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جملہ بنی نوع انسان کے لئے رسول اور رہنما بنا کر مبعوث کئے گئے تھے"۔

(روزنامہ فیجی ٹائمز ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء)

ہماری تمام جماعتوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے پوری آب و تاب اور شان سے منعقد کئے۔ اس موقعہ پر فیجی ریڈیو نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میری تقریر رات کو ۸ بجے کی خبروں کے بعد نشر کی۔ نیز جلسوں کے منعقد کرنے کا اعلان بھی کیا۔ روزنامہ فیجی ٹائمز نے بھی اعلان شائع کیا

صوا مرکز میں جلسہ اسلامک سنٹر میں ۱۱ بجے دن سے ۲ بجے دن تک منعقد کیا گیا تلاوت قرآن کریم مکرم محمد اسمٰعیل صاحب بشیر نے فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ منظوم کلام مکرم یٰسین صاحب نے خوش الحانی سے پڑھا۔ پھر خاکسار نے جلسہ کی اہمیت اور اغراض کو بیان کیا۔ مکرم امام کمال الدین "مدین" صاحب نے تقریر فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بےنظیر استقلال کے ساتھ توحید الٰہی کو پھیلانے پر روشنی ڈالی۔ مکرم محمد حنیف صاحب کویا نے نظم پڑھی۔ مکرم طاہر حسین صاحب یونیورسٹی ساؤتھ پیسیفک نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد ہمارے فیجین احمدی بھائی "ناصر اسودی" نے تقریر فرمائی۔ انہوں نے فیجین زبان میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کے جذبات کا اظہار فرمایا پھر مکرم محمد حنیف صاحب کویا نے تقریر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور بلند مقام پر روشنی ڈالی۔

آخر میں خاکسار نے تقریر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل ترین انسان ہونے پر روشنی ڈالی۔ نیز بتایا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں بالآخر جلسہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

احمدیوں کے علاوہ یونیورسٹی کے طلبہ اور شہر کے معززین نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ آخر میں جملہ مہمانوں نے دعوت طعام میں شمولیت فرمائی۔ جو اس موقعہ پر ان کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

ناندی میں بھی جلسہ منعقد کیا گیا۔ شہر کے سوک سنٹر میں اس کا انتظام کیا گیا۔ مارو اور لٹوکا کے احباب نے بھی شرکت فرمائی۔

۲۳

۲۴ مارچ۔ بلودا اور لغروانگا جماعتوں میں بھی جلسے منعقد کئے گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر احباب نے تقاریر کیں۔

مرکزی سالانہ امتحانات

امسال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہونے والے امتحانات ۸ رجون ۱۹۷۵ء بروز اتوار منعقد ہوں گے۔ قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنے تمام خدام کو ان امتحانات کی پوری تیاری کروائیں۔ نیز ۲۰ رمئی تک پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے ضرور مطلع فرماویں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اعلانِ نکاح

خاکسار کے لڑکے عزیزم محمد افضل کا نکاح عزیزہ روبینہ بنت مکرم ملک معراج دین صاحب ۱۹۱ کاشانہ اجمیر سمن آباد لاہور سے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر ان کے مکان پر مؤرخہ ۴ رمئی ۱۹۷۵ء بروز اتوار بوقت ½۵ بجے شام محترم مولوی بشیر الدین احمد مربی سلسلہ نے پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے اور سلسلہ احمدیہ کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

(چوہدری محمد اشرف سعید پارک شاہدرہ۔ لاہور)

ہمارا خدا قدوس ہے وہ بلا امتیاز اپنی ساری مخلوق کیساتھ محبت اور شفقت کا سلوک کرتا ہے

اگر اس سے تعلق قائم رکھنا چاہتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ اور تمام انسانوں سے مہربانی اور ہمدردی کا سلوک کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء کو خطبہ جمعہ دیتے ہوئے فرمایا:-

"متقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ایمان سچا ایمان ہو اور اس کے عقائد نیک عقائد ہوں اور پھر اس پر اعمال بھی نیک ہوں۔ ایمان کے اصول صاف ہیں۔ قدّوس اور پاک خدا قدوسیّت چاہتا ہے۔ ناپاک انسان پاک ذات سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا تم اپنے اندر اس بات کو دیکھو کہ کیا کوئی بھلا مانس اور شریف پسند کرتا ہے کہ وہ بدمعاش اور بدنام آدمیوں کے ساتھ ملے اور تعلق پیدا کرے پھر اس پر قیاس کرو کہ وہ خدا جو قدّوسوں کا قدّوس اور پاک ہے، جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکھ سکیں پس اگر خدا سے رشتہ قائم رکھنا چاہتے ہو اور اس کو خوش کرنا پسند کرتے اور ضروری سمجھتے ہو تو خود بھی پاک ہو جاؤ اور اس پر سچا ایمان لاؤ کہ تمام محامد اور تعریفوں اور خوبیوں کے لئے وہی ایک پاک ذات سزاوار ہے۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے تم بھی اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں سوچو اور غور کرو کہ تقویٰ کے سوا فائدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ نے صاف صاف لفظوں میں اس بات کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کہ مغرب یا مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ سچا ایمان خدا کو مطلوب ہے۔ اس لئے اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ خدا قدوس ہے۔ تمام رحمتوں بزرگیوں اور سچائیوں کا سرچشمہ ہے اور اس کے قُرب کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا پورا لحاظ رکھیں۔ خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اس کی ربوبیّت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی، نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم۔ غیر مسلم کی قید اُٹھا دو اور تمام بنی نوع انسان سے جہاں تک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا ربّ العالمین ہے۔ یہ بھی رحیم للعالمین ہو جاوے۔ پس یہ تقوےٰ ہے۔

ایسے لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ... جنہوں نے اس رحمت اور پاکی کے سرچشمہ قدّوس خدا کو چھوڑ دیا اور اپنی شرارتوں بچالاکیوں۔ ناعاقبت اندیشیوں۔ غرض قسم قسم کی حیلہ سازیوں اور روباہ بازیوں سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکلات انسان پر آتی ہیں۔ بہت سی ضرورتیں انسان کو لاحق ہیں۔ کھانے پینے کا محتاج ہوتا ہے۔ دوست بھی ہوتے ہیں دشمن بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان تمام حالتوں میں متقی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ خیال اور لحاظ رکھتا ہے کہ خدا سے بگاڑ نہ ہو۔ دوست پر بھروسہ ہو ممکن ہے وہ دوست مصیبت سے پیشتر دُنیا سے اُٹھ جاوے یا اَور مشکلات میں پھنس کر اس قابل نہ رہے۔ حاکم پر بھروسہ ہو تو ممکن ہے کہ حاکم کی تبدیلی ہو جاوے اور وہ فائدہ اس سے نہ پہنچ سکے اور ان احباب اور رشتہ داروں کو جن سے امید اور کامل بھروسہ ہو کہ وہ رنج اور تکلیف میں امداد دیں گے اللہ تعالیٰ اس ضرورت کے وقت اُن کو اس قدر دُور ڈال دے کہ وہ کام نہ آ سکیں۔ پس ہر آن خدا سے تعلق نہ چھوڑنا چاہیئے جو زندگی۔ موت کسی حالت میں ہم سے جُدا نہیں ہو سکتا۔"

(خطباتِ نور جلد اوّل صـ۴۲۳ـ)

نصاب فضلِ عمر درس القرآن کلاس برائے ۱۹۷۵ء

جیسا کہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال فضلِ عمر درس القرآن کلاس کا انعقاد شروع ماہ جون ۱۹۷۵ء میں ہوگا۔ اس کلاس کا نصاب درج ذیل ہے:-

۱- قرآن مجید:- چھٹے پارہ سے آخر سورۃ المائدہ تک (سوا تین پارے)
۲- حدیث:- ایک سو منتخب احادیث
۳- کلام:- فتح اسلام۔ ہماری تعلیم (برائے مطالعہ خطبہ جات دربارہ تعمیرِ کعبہ اور مقامِ محمدیت)
۴- عربی:- اسباق:- (مبین الاسباق)
۵- تاریخِ احمدیت:- (سال ۱۹۰۱ء تا سال ۱۹۰۸ء)
۶- علمی تقاریر:- علماء سلسلہ اختلافی مسائل پر لیکچر دیں گے اور نوٹ لکھوائیں گے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

فضلِ عمر درس القرآن کلاس اور لجنات اماء اللہ

ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح و ارشاد کی طرف سے اعلان کیا جا چکا ہے کہ انشاء اللہ ماہ جون میں تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد کیا جائے گا جو تین ہفتہ جاری رہے گی۔ تاریخوں کا اعلان عنقریب کر دیا جائے گا۔ تمام لجنات کو چاہیئے کہ مناسب تعداد میں بچیوں اور خواتین کو بھجوائیں آنے والی طالبات کا معیارِ علم کم از کم مڈل تک ہو ورنہ وہ سمجھ نہیں سکتیں۔

۱۔ ہر آنے والی دو طالبات ایک گلاس ایک پرچ پیالی چمچ اپنے ساتھ لائیں۔ موسم کے لحاظ سے بستر بھی۔ بعض طالبات چھوٹے بہن بھائیوں کو ساتھ لے آتی ہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ آنے سے قبل ہر لجنہ کی طرف سے طالبات کی تعداد اور پہنچنے کے وقت سے اطلاع دی جائے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

مرکزی سالانہ امتحانات

امسال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ہونے والے امتحانات ۸ رجون ۷۵ء بروز اتوار منعقد ہوں گے۔ قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنے تمام خدام کو ان امتحانات کی پوری تیاری کروائیں نیز ۲۰ رمئی تک پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے ضرور مطلع فرماویں۔

مہتمم تعلیم
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴